مولانا احمد عبدالمجیب قاسمی ندوی (واشنگٹن)

ویلنٹائن ڈے بے حیائی کی سالگرہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک نظام اخلاق اور پاکیزہ واصول معاشرت کا پابند بنایا ہے۔ ایسا نظام جس مین انسان کی آزادی' انسانی فطرت کی رعایت' انسانی جذبات' خواہشات اور احساسات کا خیال بھی ہے۔ اور دین واخلاق کے بنیادی اصول' اور شرافت وانسانیت کی قدروں کا پاس ولحاظ بھی' عفت وعصمت کی حفاظت بھی ہے اور تہذیب ومعاشرت اور مذہب وتمدن کا حسن امتزاج بھی اسی لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے جہاں اخلاق کے بنیادی اصول بھی عطا کئے ہیں' وہ اصول جن کی بنیاد پر اخلاق کے حسن وقبح کا فیصلہ ہوسکتا ہے' یوں تو اخلاق کی ایک فہرست تمام مذاہب اور جملہ انسانی معاشروں میں مشترک رہی ہے اور یہ وہ ابدی اخلاق وفضائل ہیں' جنہیں انسانوں کا ہر معاشرہ قبول کرتا ہے' انہیں اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور اسلام ان کی آفاقی صداقتوں کو تسلیم کرتا ہے' تاہم اسلام نے انسانی زندگی کی اخلاقی تنظیم کے لئے مستحکم اصول عطا کئے ہیں' جن کی تفصیل کتاب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے اور ان اصول میں آپ دیکھیں گے کہ خدائی قوانین کے ساتھ عقل وخرد کی باتیں' ضمیر کی آواز' قوانین فطرت اور حکمت و بصیرت' سب یکساں طور پر مجتمع ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے جس نظام اخلاق سے انسانیت کو متعارف کرایا ہے' اسمیں ایک اہم وصف حیاء بھی ہے' یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے' سلامتی فطرت کی علامت ہے' مروت اور شرافت کی پہچان ہے' یہ انسان کا ایک ایسا فطری وصف ہے جس سے انسان خوبی وکمال کی راہ پاتا ہے اور اس سے شجر اخلاق وانسانیت کو غذا ملتی ہے اور اسکی شاخوں کو تازگی اور شادابی فراہم ہوتی ہے' یہ وصف قدرت نے ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔ اس وصف کی بقاء انسان کی تربیت پر موقوف ہے کہ صحیح تربیت اور پاکیزہ ماحول سے وہ قائم رہتا ہے اور اگر انسان بری صحبت کا عادی بن جائے اور مناسب تربیت سے وہ محروم رہ جاتا ہے تو پھر وہ ایک عظیم اخلاقی وصف وکمال سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے شرمی وبے حیائی کے کام کرنے میں بے خوف ہوجاتا ہے اور یہ ہے انسانی اخلاق کی پستی اور انسان کی رسوائی۔

اسلام کا ابر رحمت جس خطہ زمین اور جس معاشرہ پر سایہ فگن ہوا' وہ ہدایت سے محروم اور تہذیبی قدروں کے اعتبار سے غیر ترقی یافتہ معاشرہ تھا' عرب میں گرد وپیش کے اور علاقوں کی طرح شرم وحیا کا لحاظ نہ تھا ننگے نہانا عام بات تھی' لوگ حرم کعبہ کا طواف ننگے ہوکر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کرتے جن میں ہم معصیت کرتے ہیں' چونکہ عرب میں قضاء حاجت کے لئے خصوصی انتظام نہ تھا' لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لئے

جایا کرتے تھے اور پردہ کا خیال نہیں رکھتے، بلکہ آمنے سامنے بیٹھ جایا کرتے تھے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے تھے اس لئے آنحضور ﷺ نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے حیاء کو ایک اخلاقی قدر کے طور پر عام کیا' آپ ﷺ نے فرمایا "الحیا لایاتی الابخیر" حیاء سے صرف بھلائی پہنچتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حیاء، سراپا خیر ہے' یہ ایک ایسا بنیادی اخلاقی وصف ہے جس سے کئی دوسرے اخلاقی اوصاف کی پرورش ہوتی ہے' عفت و پاکبازی اسی کی بدولت محفوظ رہتی ہے' ایک دوسرے کے ساتھ مروت و چشم پوشی اسی کے باعث پیدا ہوتی ہے' اور بہت سے گناہوں سے بچے رہنا حیاء کی برکت سے ہوتا ہے' اسی لئے آنحضورؐ سے منقول ہے "لوگوں میں پہلے انبیاء کی جو باتیں پائی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر تم میں شرم و حیاء نہیں تو جو چاہو کرو" قرآن و حدیث میں فحش و منکر باتوں سے جس انداز میں روکا گیا ہے اور آنحضور ﷺ نے حیاء کی اہمیت پر جس طرح زور دیا ہے' اس کے نتیجہ میں "حیاء" اسلام کا ایک مخصوص اخلاقی وصف بن گیا ہے' اسی لئے حدیث میں آیا ہے "ہر دین کا ایک خالص خلق ہوتا ہے۔ اور اسلام کا خلق خلق حیاء ہے" اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (بخاری) نبی کریم ﷺ کی ذات میں حیاء کا وصف بدرجہ اتم موجود تھا' چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کرنا چاہتے تھے' اس لئے ہر ایسے کام سے حفاظت فرمائی' جو مزاج و منصب نبوت کے منافی ہو سکتی تھی' کتب و حدیث و سیرت میں یہ واقعہ موجود ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی آپ ﷺ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے' آپ ﷺ کے چچا عباسؓ نے کہا کہ تم تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو' تاکہ پتھر کی رگڑ نہ لگے' ایسا کرنا تھا کہ آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی اور زمین پر گر گئے' آنکھیں آسمان پر لگی تھیں اور زبان پر تھا "إزاری' إزاری" (میرا تہبند' میرا تہبند) حضرت عباسؓ نے تہبند باندھ دیا (بخاری) نبی اکرمؐ کے اندر حیاء کی یہ وصف جس طرح موجود تھی' اس کو آپ ﷺ کے صحابہؓ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "رسول اکرمؐ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے"

حیاء ہر معاملے میں مطلوب ہے' شرم کے تقاضے کی رعایت میں قرآن حکیم نے جو اسلوب کنایہ استعمال کیا ہے' اس کی مثالیں قرآن میں بہ کثرت موجود ہیں' اور خود صاحب قرآن (ﷺ) کی زبانِ وحی و نبوت بھی شرم و حیاء کی رعایت میں نہایت محتاط اور باوقار ہوتی تھی' مرد و عورت کے بعض مخصوص مسائل و معاملات کو بیان کرنے کیلئے آپ ﷺ نے جو حیاء دار اسلوب اور پردہ دار تعبیر اختیار فرمائی فرمائی ہے' وہ لسان نبوت کا کمال اور حیاء نبوی ﷺ کا ترجمان ہے' دورِ نبوت کی خواتین میں بھی یہ مزاج تھا کہ اس نوعیت کے مسائل کو ازواج مطہرات کے واسطے سے دریافت کرتیں' حدیث میں حضرت علیؓ کی شرم و حیاء اور ان کی غیرت کا یہ ثبوت موجود ہے کہ حضور ﷺ سے انہیں "مذی" (وہ جو صنفی ہیجان کا موقع پر جسم انسانی کے مخصوص مقام سے نکلتا ہے) کے بارے میں دریافت کرنا تھا' مگر صاحبزادی

رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی زوجیت میں تھیں' اس لئے شرم کے مارے خود سوال نہ کر سکے' بلکہ اپنے ساتھ حضرت مقداد بن اسودؓ سے استفسار کروایا' بعض روایتوں میں حیاء کو مکمل دین قرار دیا گیا' چنانچہ ایک صحابیؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ کیا حیاء بھی دین میں داخل ہے' آپ ﷺ نے فرمایا'' بلکہ وہ مکمل دین ہے' پھر فرمایا کہ اصل میں حیاء پاکیزگی کا نا کام ہے۔''

حیاء کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن وحدیث میں تقاضائے شرم وحیاء کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے' اسلام کے بیشتر احکام وہ ہیں جن کے توسط سے انسانی اخلاق کے اس جوہر کی حفاظت کا سامان فراہم کیا گیا' عورتوں کے لئے پردہ کا حکم' زیب وزینت کے ساتھ بے پردگی اور مواقع زینت کے اظہار (غیر محرم کے لئے) پر پابندی' نگاہوں کی حفاظت۔ یہ سب احکام اسی پس منظر میں ہیں' نکاح میں کنواری لڑکی کیلئے خاموشی کو رضامندی سمجھا گیا کہ زبان سے اظہار اس کے لئے ضروری نہیں' مرد وعورت کی'' اندرون خانہ'' باتوں کو'' بیرون خانہ'' بیان کرنے سے روکا گیا' انداز گفتگو' چال ڈھال اور عام وخاص لوگوں کیساتھ برتاؤ وغیرہ تمام معاملات میں شرم وحیاء کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

یہ ہے حیاء کا وہ تصور جو ہماری اسلامی تہذیب اور دینی تعلیم کا ایک حصہ ہے' مگر افسوس کہ حیاء جو انسانی فطرت کا لازمی حصہ تھی' آج وہ عنقاء ہوگئی ہے اور اس سے بڑھ کر افسوس اس امر کا ہے کہ فحاشی اور بے حیائی کے لئے ایک دن مستقل طور پر مخصوص کرلیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جب گناہ کا عادی بن جاتا ہے' بے شرمی و بے غیرتی زندگی کا جزء بن جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ انسان اور انسانی سماج ومعاشرہ ادب واخلاق اور تہذیب ومعاشرت کے بندھ سے آزاد ہوجاتے ہے' تو یہی بداخلاقی اور بدتہذیبی اس سماج میں تہذیب وثقافت کی صورت اختیار کرلیتی ہے' مغربی تہذیب کا حقیقت پسندانہ مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس نام ونہاد تہذیب نے انسانیت کو حقیقی تہذیب سے محروم اور'' دو کفِ جو'' کا غلام بنا رکھا ہے' برائی کو خوبی وہنر کا پیرہن دے دیا گیا ہے' اپنی بے حیاء تہذیب کو اصل تہذیب کا نام دے دیا گیا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا' جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

یہ مغربی تہذیب ہی کی دین ہے کہ آج ۱۴/فروری کی تاریخ بے حیائی اور بے غیرتی کا نشان بنی ہوئی ہے اور بے حیائی کی گرم بازاری نے مغرب کے ساتھ مشرق کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے' St. Valentine's Day کے نام سے فروری کی ۱۴/ تاریخ لڑکوں اور لڑکیوں میں عشق ومحبت کی آگ لگا دی جاتی ہے۔

ایک عرصہ سے مغربی دنیا میں'' ویلنٹائن ڈے'' خصوصی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے' تاریخ میں ویلنٹائن نامی متعدد انسانوں کا تذکرہ ملتا ہے' ویلنٹائن ڈے سے متعلق پس منظر اور اس کے آغاز کی کہانی مختلف انداز میں بیان کی

گئی ہے، محض تاریخی واقفیت کے لئے اس کی بعض تفصیلات مشہور تر روایت کے مطابق ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ روم کی دیوی Juno جو عورتوں کی عصمت وعفت اوران کی عزت وآبرو کی محافظ سمجھی جاتی تھی، اسکے نام پر روم میں ماہ فروری میں یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ اس موقع پر رومی تہوار کی عام روایت کے مطابق شراب و شباب کی محفلیں آراستہ کی جاتیں، رقص وسرود کا بازار گرم ہوتا' بعد میں جب یورپ مین عیسائیت کا غلبہ ہوا' اور ہر طرف عیسائی مذہب اور تہذیب کے اثرات پھیلنے لگے تو عیسائیت کی مذہبی قیادت نے اس کافرانہ عہد روم کے مشرکانہ تہوار کو نصرانیت کا جامہ پہنادیا' تفصیل یوں ہا کہ رومی فرماں روا Claudius II (وفات' ۲۱۴ء) جس کا عہد حکومت دو سال (۲۶۸ء۔۲۷۰ء) پر محیط تھا' نے نوجوانوں پر شادی اور ازدواجی زندگی اختیار کرنے پر پابندی لگادی' تاکہ وہ محاذ جنگ سے راہ فرار اعتیار نہ کرسکیں۔ قیصر وقت کے اس فرمان کے خلاف اسوقت کے پادری ویلنٹائن نے تحریک شروع کی' اور حکومت کی نگاہ سے چھپا کر لوگوں کی شادی کروانے لگا' قیصر وقت کو جب اس کی اطلاع ملی اور جرم ثابت ہوگیا تو اس پادری ویلنٹائن خود رومن کیتھولک چرچ کے اصولوں کے مطابق غیر شادی شدہ تھے' اس کی وفات کے تقریباً سوا دوسو سال بعد ۴۹۶ء میں پوپ نے اسے سینٹ کے خطاب سے نوازا اور نصرانی اولیاء کی فہرست میں اسے شامل کردیا' چونکہ یورپ مذہبی طور پر عیسائیت کو قبول کر چکا تھا' اس لئے قدیم کافرانہ عہد روم کے اس تہوار کو ویلنٹائن کی موت (شہادت) کی یاد میں عیسائی تہوار کی حیثیت دے دی گئی۔ ویلنٹائن ڈے جب عیسائی مذہبی تہوار کی صورت میں نمودار ہوا تو شہوانیت' لہو ولعب اور فحش کاریوں کا زور کم ہوگیا' اور عشق ومحبت اور عہد وفا کی طرف زیادہ رجحان ہوگیا' گویا کافرانہ عہد میں یہ دن نفس پرستی وشہوت انگیزی (Ecoticism) سے عبارت تھا اور عیسائی مذہبی حیثیت میں اس مخصوص دن کا رجحان Romance کی طرف بڑھ گیا' (دیکھئے The folker of World Holidays صفحہ ۱۳۳۔۱۳۴)

افسوس کہ عشق ومحبت جیسے پاکیزہ الفاظ بھی مغرب کی بے حیا تہذیب کے نتیجہ میں بے غیرتی کا عنوان بن گئے ہیں' ظاہر ہے جس تہذیب کی بنیاد ہی بے حیائی ہو' اس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس تہذیب کا علمبردار مغرب آج خاندانی نظام کے بکھراؤ کا شکار ہے' زندگی سے سکون رخصت ہو چکا ہے' ماں' باپ اور اولاد کے درمیان ربط اور تعلق مفقود ہے' بچے ماں کی ممتا اور باپ کے پیار سے محروم ہیں' اور ماں باپ اپنے جگر پاروں کیلئے سراپا اضطراب ہیں

اس تہذیب مغرب کے لئے جس کی اباحیت پسندی اور فحش وآوارگی اپنی تمام انسانی واخلاقی حدود کو پار کرچکی ہے' آج بھی وہی راستہ ہے جو اسلام اور اس کے پیغمبر ﷺ کا دکھایا ہوا ہے۔ اسی میں اس کے درد کا درماں اور مرض کا مداوا ہے' یہ کام ہمارا اور آپ کا ہے کہ ہم اس بیمار معاشرہ کو صحت وتندرستی کی راہ دکھائیں' اور بے حیائی کے اس ماحول سے اپنے بچوں اور نوجوانوں کی حفاظت کرتے ہوئے ''بیمار مغرب'' کے لئے مسیحا ثابت ہوں۔

•